اس کو نحر کرکے اس کا گوشت فروخت کر ڈالا۔ جب تیسرا شخص لوٹا تو کہا کہ تم نے اسے کیوں کھولا اگر کھولا تو حفاظت کیوں نہ کی۔ جب یہ قضیہ حضرت امیر المومنینؑ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ دونوں شریک دو ثلث تیسرے کو دیں اس لئے کہ اسکی کوئی کوتاہی نہ تھی اور ایک ثلث دونوں تقسیم کرلیں۔

(۲۵) غلام مالِ خدا اور غلام دیگر ایک بار حضرت امیر المومنینؑ کے پاس دو آدمی پیش کئے گئے جنہوں نے مالِ خدا میں سرقہ کیا تھا۔ ان میں کا ایک مالِ خدا سے تھا اور دوسرا کسی شخص کا غلام تھا۔
حضرت نے فرمایا کہ اس غلام پر جو مالِ خدا سے ہے کوئی حد نہیں کیونکہ بعض مالِ خدا نے بعض کو کھالیا لیکن دوسرے پر حد جاری کی اور اسکا ہاتھ قطع کردیا۔

متفرقات

(شروط لا الہ الا اللہ)

حضرت امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ لا الہ الا اللہ (دین کی) شرایط میں سے ایک شرط ہے، میں اور میری ذریت ان شرایط میں سے ایک شرط ہے۔ ہمارا امر سخت اور بعید دشوار ہے اس کا متحمل صرف وہی بندہ ہوسکتا ہے جسکے قلب کا امتحان خداوند تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہو۔ ہماری حدیث کو وہی لوگ سینہ میں محفوظ رکھتے ہیں جو امانت دار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حق راستوں کو واضح اور اس کے طریقوں کو روشن کردیا ہے (نافرمانی کی صورت میں) ہمیشہ کی بدبختی طاری ہوتی ہے اور (فرمانبرداری کی صورت میں انسان) ابدی نیک بختی سے مالامال ہوجاتا ہے۔ انا قسیم النار و خازن الجنان صاحب الحوض و صاحب الاعراف ولیس منا اھل البیت امام" الا دھو عارف" باھل ولایۃ وذالک قول اللہ تعالیٰ "انما انت منذر" ولکل قوم ھاد" انا یعسوب المومنین والمال یعسوب الفجار۔ انی لعلی بینۃ من ربی وبصیرۃ من دینی ویقین من امری انی لعلی جادۃ الحق و انھم لعلی منزلۃ الباطل اقوال ما تسمعون و استغفر اللہ لی ولکم لا یفوز بالنجاۃ الا من قام بشرایط الایمان۔

ترجمہ:۔ میں دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں اور بہشت کا خازن ہوں حوض و اعراف کا مالک ہوں۔ ہم اہلبیت میں جو امامت کے درجہ پر فائز ہوتا ہے وہ اپنے محبوں کو بخوبی جانتا ہے اس بارے میں اللہ کا فرمان ہے کہ تم ڈرانے والے ہو اور تمام قوم کے لئے ہدایت کرنے والے ہو میں مومنین کا سردار ہوں۔ اور مال فاجرین کا سردار ہے میں اپنے رب کی دلیل اور بصیرت کے ذریعہ دین پر قائم ہوں مجھے میرے امر کا یقین ہے۔ میں حق کے راستہ پر گامزن ہوں اور (ہمارے مخالف) باطل کی منزلت میں گرفتار ہیں۔ میں وہ بات کہہ رہا ہوں جس کو تم سن رہے ہو۔ میں اللہ سے تمہارے اور میرے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں (روز قیامت) وہی شخص رستگاری حاصل کرے گا جو (دنیا میں) شرایط ایمان کے ساتھ قائم رہا۔

(ینابیع المودۃ ص۲۹)

متفرقات

عقل وجہل

۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب آدم زمین پر آئے تو جبرئیل نے نازل ہو کر کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کو تین چیزوں سے ایک کے لینے اور دو کے چھوڑ دینے کا اختیار دوں۔ آدم نے پوچھا کہ وہ تین چیزیں کیا ہیں۔ جبرئیل نے جواب دیا کہ عقل، حیا، دین۔ آدم نے کہا میں نے عقل کو لے لیا اور جبرئیل نے حیا و دین سے کہا کہ تم دونوں واپس جاؤ اور عقل کو چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا کہ اے جبرئیل ہمارے لئے حکم ہے کہ عقل جہاں کہیں بھی رہے ہم اس کے ساتھ رہیں جبرئیل نے کہا کہ ٹھیک ہے اور آسمان پر چلے گئے۔

۲) اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حیا اور دین عقل کے ساتھ ہیں اگر عقل نہیں تو پھر انسان کا واسطہ نہ حیا سے رہتا ہے اور نہ دین خدا سے۔

(۲) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہشام سے فرمایا کہ امیرالمومنینؑ فرمایا کرتے تھے کہ عقل سے بہتر خدا کی عبادت کسی نے نہیں کی۔ آدمی کی عقل کامل نہیں ہوتی جب تک اس میں چند خصلتیں نہ ہوں۔

(۱) اس کے کفر و شرک سے لوگ مامون رہیں (۲) اس سے نیکی اور خیر کی امید ہو (۳) ضرورت سے زیادہ مال راہ خدا میں خرچ کرے۔ (۴) دنیا سے اس کا حصہ قوت لایموت ہو (۵) علم کی تحصیل سے سیر نہ ہو (۶) راہ خدا میں ذلت اس کے نزدیک اس عزت سے زیادہ محبوب ہو جو غیر سے ملے (۷) غیر کا تھوڑا احسان زیادہ جانے (۸) اپنا احسان دوسرے کے ساتھ کم سمجھے (۹) سب کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو سب سے بدتر جانے۔

عقلمند کی علامت یہ ہے کہ اس میں تین خصلتیں ہوں (۱) جب سوال کیا جائے تو جواب دے جب قوم عاجز ہو تو خود بولے (۳) ایسی رائے سے مشورہ دے جس سے اس کے اہل کی اصلاح ہو۔

مجلس کے صدر میں نہ بیٹھے مگر وہ شخص جس میں یہ تین خصلتیں ہوں یا کم از کم ان میں سے ایک ہو اور جس میں ایک بھی خصلت نہ ہو وہ احمق ہے۔ (اصول کافی، ج ۱ ۔ ب ۱)

علم وفضیلت علم

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگو سمجھ لو کہ دین کا کمال طلب علم اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ آگاہ ہو کہ علم کا طلب کرنا تمہارے لئے مال کے طلب کرنے سے زیادہ واجب ہے کیونکہ مال تمہارے لئے تقسیم شدہ ہے اور خدا اس کا ضامن ہے وہ تم تک ضرور پہنچائے گا علم اس کے اہل کے پاس محفوظ ہے اور اس کی طلب کا تم کو حکم دیا گیا ہے کہ اس کے اہل سے (یعنی ائمہ طاہرین سے) طلب کرو۔

عالم دین: حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ سچا عالم دین کون ہے۔ سچا عالم دین وہ ہے جو نہ

عالم دین لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرے نہ ان کو عذاب خدا سے بے خوف کرے اور نہ خدا کی نافرمانی کی اجازت دے اور جو قرآن کی تلاوت ترک نہ کرے۔

اس علم میں بہتری نہیں جس میں فہم نہ ہو، اس قرأت میں بہتری نہیں جس میں تدبر نہ ہو، اس عبادت میں بہتری نہیں جو علم دین کی واقفیت کے بغیر ہو اور جس میں پرہیزگاری نہ ہو۔

عالم کے دل میں دو چیزیں شیطانی فریب میں آنا اور کمینہ پن نہیں ہوتے۔

عالم دین کی تین علامتیں ہیں۔ علم، حلم، اور خاموشی۔ اور متکلف کی تین علامتیں ہیں معصیت میں اپنے مافوق سے تنازعہ، اپنے سے کم پر غلبہ اور ظالموں کی مدد۔ (باب)

عالم کا حق عالم کا یہ حق ہے کہ اس سے بہت زیادہ سوال نہ کرو۔ اگر وہ مجلس سے اٹھنا چاہے تو اس کا دامن نہ پکڑو۔ جب اس کے پاس جاؤ اور کچھ لوگ بیٹھے ہوں تو سب کو سلام کرو اور اس کو خصوصیت سے سلام کرو۔ اس کے سامنے بیٹھو پیچھے نہ بیٹھو اور اپنی آنکھ و ہاتھ سے اشارے نہ کرو زیادہ باتیں نہ کرو کہ فلاں اور فلاں نے آپ کے خلاف یہ کہا۔ طویل صحبت سے اسے پریشان نہ کرو، عالم کی مثال درخت کی سی ہے کیا تم انتظار کرتے ہو کہ اس سے کوئی شے تم پر گرے۔ عالم کا اجر روزہ دار، نماز گذار اور غازی فی سبیل اللہ سے زیادہ ہے۔

(اصول کافی ب)

استعمال علم لوگو جب تم علم حاصل کرو اس پر عمل بھی کرو تاکہ ہدایت پاؤ جو عالم اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہے۔ وہ اس حیران جاہل کی مانند ہے جس کو جہالت سے افاقہ نہیں ملتا میں نے کتاب خدا میں دیکھا ہے کہ ایسے عالم پر جس سے علم علیحدہ ہو گیا خدا کی بڑی حجت تمام ہوگی اور ہمیشہ حسرت کا شکار رہتا ہے گا اور اس کے اہل جو جہالت کی وہ حیرت میں رہتے ہیں دونوں درماندہ اور جہنمی ہیں۔

شک کو طلب نہ کرو ورنہ شک میں پڑ جاؤ گے اور خدا کی شکایت نہ کرو کافر ہو جاؤ گے اپنے نفسوں کو اجازت نہ دو کہ وہ ظن کی پیروی کریں ورنہ سہل انگاری کرنے لگو گے اور امر حق میں سہل انگاری سے خسارہ پاؤ گے۔ حق بات یہ ہے کہ علم دین حاصل کرو تاکہ ٹھوکر نہ کھاؤ۔ بیشک تم میں از روئے نفس اخلاص مند وہ ہے جو اللہ کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہے اور بدترین انسان وہ ہے جو اپنے رب کی معصیت کرتا ہے جو اللہ کی اطاعت کرے گا امن میں رہے گا اور اس کو بشارت دی جائے گی اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا وہ ناکام اور نادم رہے گا۔

اے طالب علم علم کے لئے کثیر فضیلتیں ہیں۔ اس کا سر تواضع ہے۔ آنکھ حسد سے دور رہنا ہے۔ اس کا کان مسائل دین کو سننا ہے اس کی زبان صدق ہے حفاظت علم تلاش حق ہے اچھی نیت اس کا دل ہے۔ اس کی عقل اشیاء اور امور کی معرفت ہے۔ اس کا ہاتھ رحم ہے اس کا پاؤں زیارت علماء۔

سلامتی نفس اور اس کی حکمت پرہیزگاری ہے۔ اس کی جائے قرار نجات ہے۔ اس کا رہنما عافیت ہے۔ اس کی سواری وفا ہے۔ اس کا ہتھیار نرم گفتگو ہے۔ اس کی تلوار رضائے خدا ہے اس کی کمان ہمدردی ہے اس کی مجلس صحبت علماء ہے۔ اس کا مال ادب ہے اس کا ذخیرہ گناہوں سے اجتناب ہے اس کا زاد راہ نیکی ہے اس کی ابرو جھگڑوں کا ترک کرنا ہے اس کا رہبر ہدایت ہے اس کا رفیق خیر کی طرف رغبت ہے۔

روایت حدیث جب تم کوئی حدیث نقل کرو تو اس کے راوی کا بھی ذکر کرو جس سے تم نے سنی ہے پس اگر وہ سچی ہے تو اس کا فائدہ تمہیں پہونچے گا اور اگر جھوٹی ہے تو اس کا نقصان اس جھوٹے راوی کو پہونچے گا۔

(" باب ۱۸)

کتاب و سنت

لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رسول بھیجے اور ان پر کتاب حق نازل کی جب کہ تم ان پڑھ تھے نہ کتاب کو جانتے تھے نہ اس کے نازل کرنے والے کو نہ رسولؐ کو جانتے تھے اور نہ اس کو جس نے ان کو رسولؐ بنا کر بھیجا۔

خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو اس وقت رسولؐ بنا کر بھیجا جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا اور لوگوں پر غفلت چھائی ہوئی تھی اور جہالت و فتنوں کا دور دورہ تھا۔ پیغمبروں کے احکام سے روگردانی امر حق میں اندھا پن ظلم وجور کی زیادتی آتش حرب کی ہر وقت شعلہ فشانی اور دنیا کے باغوں پر زردی چھائی ہوئی تھی۔ اس کی شاخیں سوکھی ہوئی۔ پتے بکھرے ہوئے، پھل مرجھائے ہوئے پانی زمین کی تہ میں گھسا ہوا۔ ہدایت کے نشانات مٹے ہوئے اور ہلاکت کے نشانات ابھرے ہوئے تھے۔

دنیا اپنے اہل کے ساتھ ترش رو ہے۔ منہ چڑھائے ہوئے پیچھے کو جاتی ہے آگے نہیں آتی اس کے پھل فتنہ اس کا کھانا مردار ہے اس کا شعار (یعنی وہ کپڑا جو نیچے پہنا جاتا ہے) خوف ہے اس کا دثار (یعنی وہ کپڑا جو اوپر پہنا جاتا ہے) تلوار ہے۔ اس نے اپنے اہل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ ان کی آنکھیں اندھی کر دیں اور ان کے ایام کو تاریک بنا دیا۔ ان دنیا والوں نے اپنے رحم کو قطع کیا۔ آپس میں خوں ریزی کی اپنی لڑکیوں کو زمین میں زندہ دفن کر دیا حالانکہ وہ انہی کی اولاد تھی۔ انہوں نے دنیا میں عیش و راحت کو طلب کیا اور اللہ سے ثواب کی امید رکھی اور نہ اس کے عذاب سے ڈرے ان کے زندہ اندھے اور ستمگار اور ان کے مردے دوزخی اور نجات سے مایوس ہیں۔

پس رسالت مآب ان کے لئے ایک دستور لے آئے جس کا بیان کتب سابقہ میں مذکور ہے اور تصدیق کی اس کی جو سامنے موجود ہے اور حلال و حرام کی جو قرآن میں مرقوم ہے پس اس کی صفات کو بیان کرو گو وہ تم سے بات نہیں کرے گا۔ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اس میں ان چیزوں کا بھی علم ہے جو گذر چکیں اور وہ جو قیامت تک آنے والی ہیں۔ اور اس میں تمہارے اختلافات اور نزاعات کا فیصلہ بھی ہے۔ اگر تم مجھ سے سوال کرو تو تمہیں یہ باتیں بتا دوں۔

(اصول کافی۔ ج ا۔ ب ۲۱)

حجر اسود کی اہمیت

ایک مرتبہ حضرت عمر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے جب حجر اسود کے قریب پہنچے تو کہا کہ اے حجر اسود میں جانتا ہوں کہ تو ایک سیاہ پتھر ہے جو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر رسول اللہ نے تجھے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں بھی ہرگز تجھے بوسہ نہ دیتا۔

حضرت علیؑ بھی وہیں موجود تھے اور فرمایا کہ اے ابوحفص خاموش رہو کہ وہ فائدہ بھی پہنچا سکتا ہے اور نقصان بھی۔

حضرت عمر: یا ابوالحسن آپ یہ بات کہاں سے کہہ رہے ہیں۔

حضرت علی: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ " وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ " (اعراف ۱۷۲)

ترجمہ: یاد کرو اس وقت کو جب کہ تمہارے پروردگار نے بنی آدم کی ذریات کو ان کی پشتوں سے لیا اور ان کو ان کے نفوس پر گواہ بنایا (اور پوچھا) کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ ہم نے گواہ کیا ہے کہ قیامت کے روز یہ نہ کہنا کہ اس بات سے غافل و بے خبر تھے۔

تفسیر: خدا نے حضرت آدمؑ کی ذریت کو پیدا کیا اور ان کو معلوم کرایا کہ وہ ان کا پروردگار ہے اور پھر ان کے لئے ایک تحریر لکھی اور اس تحریر کو پتھر کے بیچ میں رکھ دیا اور فرمایا کہ اے حجر تو گواہ رہنا اور جو شخص تیرے پاس آئے اور تجھ کو بوسہ دے قیامت کے روز اسی کے لئے گواہی دینا۔ پس یہ پتھر نفع بھی پہنچاتا ہے اور نقصان بھی۔

یہ سن کر حضرت عمر نے کہا کہ میں اس مشکل قضیہ سے خدا کی پناہ میں آتا ہوں جس کے حل کرنے کے لئے ابوالحسن نہ ہوں۔

(کوکب دری)

خراسان کے بعض مقامات اور ان کی خصوصیات

ابو موسیٰ اشعری نے فارس و کرمان فتح کرنے کے بعد حضرت عمر کو اطلاع بھیجی۔ حضرت عمر نے اس کے جواب میں لکھا کہ جو شہر فتح ہو چکے ہیں وہاں ایک نیک خصال نائب مقرر کر کے بصرہ واپس ہو جائے اور ملک خراسان کی فتح کا ارادہ نہ کرے۔ کاش ہمارے اور خراسان کے درمیان لوہے کا پہاڑ، آگ کے دریا اور سد سکندری کی طرح ہزاروں دیواریں حائل ہوتیں۔ اسی اثناء میں حضرت علیؑ وہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ

" اے ابوحفص! تم نے ایسا کیوں لکھا" حضرت عمر نے جواب دیا کہ خراسان ایک ایسی ولایت ہے جو شور و شر سے معمور یہاں سے بہت دور اور وہاں کے باشندے حیلہ ساز اور منافق ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ "خراسان اگرچہ دور ہے لیکن وہاں کے خصائص و آثار بے شمار ہیں ان میں کے چند اور سنو کہ وہاں ایک شہر ہے جس کو ہرات کہتے ہیں اس کی بنا ذوالقرنین نے ڈالی تھی۔ عزیز پیغمبرؑ نے وہاں نماز پڑھی تھی۔ زمین پاک ہے اور وہاں نہریں جاری ہیں اس شہر کے ہر دروازہ پر ایک فرشتہ متعین ہے اور تلوار سے تمام بلاؤں کو ہنکا تا رہتا ہے۔ اس سے پہلے کسی شخص نے اس شہر کو فتح نہیں کیا۔ خراسان میں ایک اور شہر خوارزم ہے وہاں حدود اسلام سے ایک حد ہے جو شخص وہاں قیام کرے اس کو راہ خدا میں جہاد کا ثواب ملتا ہے خوش نصیب ہے وہ شخص جو وہاں قیام کرے اور اس سرزمین پر رکوع و سجود کرے۔ خراسان میں ایک اور شہر بخارا ہے یہاں کچھ مرد ہوں گے جو کثرت ریاضت سے اپنے قالب عنصری کو چمڑے کی طرح ملیں گے۔ اہل سمرقند کا بھلا ہو کہ وہ زمین اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پرستش کا مقام ہے مگر آخری زمانہ میں وہ لوگ ترکوں کے ہاتھوں سے ہلاک ہوں گے۔ اہلِ شاشہ و اہلِ فرغانہ کے حق میں خدائے تعالیٰ کی تقدیرات ہیں خوشحال اس شخص کا جوان مقامات پر چند رکعت نماز پڑھے۔ خراسان میں ایک اور شہر ہے جس کا نام سنجاب ہے۔ مبارک ہے وہ شخص جو وہاں مرے کیونکہ جو وہاں مرے گا شہید متصور ہوگا۔ شہر بلخ ایک مرتبہ تباہ ہو چکا ہے دوسری مرتبہ ویران ہوگا تو پھر کبھی آباد نہ ہوگا۔ خوشحال اہل طالقان کا کہ وہاں اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں مگر سونے چاندی کے نہیں بلکہ وہ مرد ہیں جو حق تعالیٰ کو پہچانتے ہیں جو حق اس کو پہچاننے کا ہے۔ جب میرا فرزند مہدیؑ ظاہر ہوگا تو یہ اس کے اصحاب ہوں گے۔ اہلِ ترمذ کا خدا بھلا کرے کہ وہاں ایسے مومن ہوں گے کہ خدا کی رضا و خوشنودی اور محمدؐ و اہلبیتِ محمدؐ کی دوستی کے سوا ان کے دل میں کچھ نہ ہوگا لیکن ان کی ہلاکت طاعون سے ہوگی۔ شہر اشجر پر آخری زمانہ میں ایک دشمن غالب ہوگا اور وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کرے گا۔ سرخنیر میں ایک بڑا زلزلہ آئے گا اور اکثر باشندے خوف سے ہلاک ہوں گے۔ سجستان میں کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن تو پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نہ اترے گا۔ (یعنی دل پر اثر نہ کرے گا۔) اور وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور آخری زمانہ میں ان پر اتنی ریت برسے گی کہ اہل شہر ریت میں دب کر مر جائیں گے لیکن عذاب نازل ہو کوشنگ پر کہ وہاں سے بتیس دجال نکلیں گے اور ہر دجال اس قدر بیباک اور ناپاک ہوگا کہ اس کو تمام بندگان خدا کو قتل کرنے میں بھی کوئی باک نہ ہوگا۔ اہل نیشاپور بجلی اور گرج سے ہلاک ہوں گے وہ شہر کثرت آبادی کے بعد ایسا ویران ہوگا کہ پھر کبھی آباد نہ ہوگا۔ گرگان میں ایسے مرد ہوں گے جن کے دل سخت اور وہ فاسق ہوں گے۔ بھلا ہو قومش کا کہ وہاں نیک لوگ بہت ہوں گے اور وہ سرزمین اصلاح کرنے والوں سے کبھی خالی نہ ہوگی۔ دامغان میں جب باشندوں کی کثرت ہو جائے گی تو وہ شہر ویران ہو جائے گا۔ اہلِ سمنان مہدی آخرالزمانؑ کے ظہور تک تنگ دست اور پریشان حال رہیں گے۔ طبرستان میں نیک اور صالح آدمی بہت کم ہوں گے اور فاسق و بدکاروں کی کثرت ہوگی کوہ مون سے اس شہر کے باشندوں کو نفع پہنچے گا۔ شہر رے میں فتنہ پرور لوگ ہی ہوں گے اور ہمیشہ وہاں سے فتنے اٹھتے رہیں گے۔ یہ آخری زمانہ میں دیلمیوں کے ہاتھ سے تباہ اور ویران ہوگا اور دروازہ پر جو پہاڑ

سے متصل ہے اس قدر خلقت ماری جائے گی جس کا شمار خدا کے سوا کوئی نہ جانے گا۔ اس دروازہ پر بنی ہاشم سے بیس آدمی نماز پڑھیں گے جن میں سے ایک خلافت کا دعویدار ہوگا اور ایک بزرگ شخص کو جو ایک پیغمبر کا ہم نام ہوگا۔ چالیس شب و روز قید رکھ کر قتل کریں گے۔ اصفہان کے کاشتکاروں اور اہل رے کو قحط اور وبا کے سبب بہت صدمہ پہنچے گا"
حضرت عمر نے کہا کہ یا ابوالحسن آپ نے مجھ کو خراسان فتح کرنے کی ترغیب دلائی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ خراسان کو چھوڑ کر کسی دوسری طرف متوجہ ہو کیونکہ خراسان کی فتح بنی امیہ کے لئے ہے اور آخر میں یہ بنی ہاشم کیلئے ہے۔

(کوکب دری)

(۱۹) حضرت رسالت مآبؐ نے فرمایا: کنتُ نبیاً و آدم بین الماء و الطین
حضرت امیر المومنین نے فرمایا: کنتُ ولیاً و آدم بین الماء و الطین

(بحر المعارف صہ ۳۱۱)

(۲۰) **تکوین کائنات** حضرت امیر المومنین نے فرمایا "اے عمار کائنات اور اشیاء کی تکوین میرے اسم سے ہوئی۔ میرے نام کے ساتھ تمام انبیاءؑ کو مدعو کیا گیا۔ میں لوح و قلم ہوں۔ میں عرش و کرسی ہوں۔ میں ساتوں آسمان (کا پیدا) کرنے والا ہوں۔ میں اسمائے حسنیٰ و کلمات علیا ہوں۔ (بحر المعارف صہ ۴۲۴)

بندوں کو سب سے زیادہ رحمت خدا کی امیدوار بنانے والی آیت

ایک روز حضرت امیر المومنینؑ اپنے چند اصحاب میں تشریف رکھتے تھے۔ حاضرین سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک قرآن میں کون سی آیت ایسی ہے جو سب سے زیادہ بندوں کو رحمت خدا کی امیدوار بنانے والی ہے۔ ایک نے کہا کہ:
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ حضرت نے فرمایا یہ ایک نیکی ہے وہ آیت نہیں۔
دوسرے شخص نے کہا کہ: یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ
حضرت نے فرمایا کہ یہ بھی ایک نیکی ہے یہ وہ آیت نہیں۔
تیسرے شخص نے کہا کہ: وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَہُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِہِمْ
حضرت نے فرمایا کہ یہ بھی حسنہ ہے یہ وہ آیت نہیں۔
سب نے سر جھکا لیا اور عرض کیا کہ ہمیں کوئی اور آیت معلوم نہیں آپ ہی بتائیں کہ وہ کون سی آیت ہے۔ تب حضرت نے فرمایا: اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ۔
پھر فرمایا کہ آنحضرت نے اس آیت کو تلاوت کر کے فرمایا تھا کہ یا علیؑ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق

بشیر ونذیر بنا کر بھیجا جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرتا ہے تو اس کے اعضائے وضو کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب وہ اپنے ظاہر و باطن کو خدا کی طرف متوجہ کرتا ہے اور اپنی نماز کو مکمل کرتا ہے تو گناہوں سے اس طرح باہر آتا ہے گویا اپنی ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہو اس کے بعد اگر وہ پھر گناہ کرے گا تو دوسری نماز میں اس کی پھر وہی حالت ہو گی۔

یا علیؑ یہ پنج وقتہ نماز میری امت کے لئے اس نہر جاری کی مانند ہے جو تم میں سے کسی کے دروازہ پر بہتی ہو۔ یہ نماز (بشرط قبولیت) گناہوں سے پاک کرتی ہے۔ (ضمیمہ ص ۲۴۷)

معاویہ سے جنگ کرنے اور ابوبکر و عمر سے جنگ نہ کرنے کا سبب

جنگ نہروان سے فارغ ہونے کے بعد ایک مرتبہ حضرت ایک محفل میں کچھ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ جس طرح آپ نے معاویہ اور طلحہ و زبیر سے جنگ کی ابوبکر و عمر سے کیوں نہیں کی۔ حضرت نے فرمایا:

"انی کنت لم ازل مظلوماً ممتازاً علی حقی۔"

میں ہمیشہ سے مظلوم رہا میرے حق پر انہوں نے اپنے کو ترجیح دی۔

اشعث ابن قیس کھڑا ہوا اور کہا:

یا امیرالمومنین لِمَ لَم تضرب بسیفک ولم تطلب بحقک؟

اشعث: یا امیرالمومنین آپ نے اپنی تلوار کی ضرب کیوں نہیں لگائی اور اپنا حق طلب کیوں نہیں کیا۔

فقالؑ: یا اشعث قد قلت قولا فاسمع الجواب وعہ، واستشعر الحجۃ ان لی اسوۃ بستۃ من الانبیاء۔

حضرت: اے اشعث تو اپنی بات تو کہہ دی اب اس کا جواب بھی سن اور اس کو یاد رکھ اور حجت کو اپنا شعار بنا لے کہ میرا اقتدا چھے پیغمبروں کی طرح ہے۔

اولھم نوح حیث قال "رَبِّ اِنِّی مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ۔" (سورہ قمر) فان قال قائل: انہ قال ھذا لغیر خوف فقد کفر، والا فالوصی اعذر۔ وثانیھم لوط حیث "قَالَ لَوْ اَنَّ لِی بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ آوِی اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ" (سورہ ہود ع۸)

اُن کے اوّل نوح ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ "پروردگارا بیشک میں مغلوب ہوں میری مدد کر" (قمر) پھر کہنے والوں نے کہا کہ یہ انہوں نے بغیر کسی خوف کے کہا (مگر ان کی امت نے) انکار کیا پس وصی اس کا ذمہ دار نہیں اور ان میں کے دوسرے لوط ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ "کاش تم سے بچنے کی مجھ میں قوت ہوتی یا میں کسی زبردست پناہ میں جا کر بیٹھ جاتا"۔ (ہود ع۸)

فان قال قائل: انه قال هذا لغير خوف فقد كفر، والا فالوصي اعذر

وثالثهم ابراهيم خليل الله حيث قال "وَاعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ" (سورة مريم ۴۹) فان قال قائل: انه قال هذا بغير خوف فقد كفر والا فالوصي اعذر

ورابعهم موسىٰ حيث قال "فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ" (سورة العشراء ع۲) فان قال قائل: انه قال هذا بغير خوف فقد كفر، والا فالوصي اعذر

وخامسهم اخوه هارون حيث قال: "يَا ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي" (الاعراف ع۱۵۰)

فان قال قائل: انه قال هذا بغير خوف فقد كفر، والا فالوصي اعذر۔

وسادسهم اخي محمدؐ خير البشر حيث ذهب الى الغار ونومني على فراشه، فان قال قائل: انه ذهب الى الغار لغير خوف فقد كفر، والا فالوصي اعذر

فقام اليه الناس باجمعهم فقالوا: يا امير المومنين قد علمنا ان القول قولك ونحن المذنبون التائبون وقد عذرك الله

پس کہنے والے نے کہا کہ یہ انہوں نے بغیر کسی خوف کے کہا تھا۔ (مگر ان کی امت نے) انکار کیا پس وصی معذور ہے۔

ان میں کے تیسرے ابراہیم خلیل اللہ ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ "میں تم سے اور جن جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو ان سے الگ ہوتا ہوں" (سورہ مریم ۴۸) پس کہنے والے نے کہا کہ یہ انہوں نے بغیر کسی خوف کے کہا (مگر انکی امت نے) انکار کیا پس وصی معذور ہے۔

ان میں کے چوتھے موسیٰ ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ اس وقت جب کہ میں تم سے ڈرا تو میں خود ہی تم سے بھاگ گیا تھا" (العشراء ۲) پس کہنے والے نے کہا کہ انہوں نے یہ بغیر کسی خوف کے کہا تھا مگر (ان کی امت نے) کفر کیا پس وصی معذور ہے۔

ان کے پانچویں ان کے بھائی ہارون ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ "اے میرے ماں جائے تحقیق کہ قوم نے مجھے ضعیف سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دے۔ (اعراف ع۱۵۱)

پس کہنے والے نے کہا کہ انہوں نے یہ بغیر کسی خوف کے کہا تھا پس ان لوگوں نے انکار کیا جس کا وصی ذمہ دار نہیں۔

اور ان کے چھٹے میرے بھائی خیر البشر ہیں، جب وہ غار گئے اور مجھ کو اپنے بستر پر سلایا تھا کہنے والے نے کہا کہ وہ غار میں بغیر کسی کے خوف کے گئے تھے (مگر امت نے) انکار کیا تھا۔ پس وصی اس کا ذمہ دار نہیں۔

سب لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین ہم آپ کی ہر بات سمجھ گئے۔ ہم گناہ گار ہیں اور توبہ کرتے ہیں خدا آپ کو کامیابی عطا کرے۔

(کتاب الاحتجاج۔ ج ۱۔ ص)

خدا کی پوشیدگی

"والذی احتجب

شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امیر المومنینؑ کو کہتے سنا کہ وہ ہستی جو پوشیدہ ہے سات پردوں میں اپنے تمام

لسبع طباق" فعلاه بالدراة

ثم قال له: یا ویلک ان اللّٰہ اجل من ان یحتجب من شیٔ، او یحتجب عنہ شیٔ، سبحان الذی لا یحویہ مکان، ولا یخفی علیہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء۔

فقال الرجل: فاکفر عن یمینی یا امیرالمومنینؑ

قالؑ: لم تحلف باللّٰہ فیلزمک کفارۃ، فانما حلفت بغیرہ۔

(" ص۸۳)

صفات حسنہ و بزرگی کے ساتھ ظاہر ہے۔

حضرتؑ: وائے ہو تجھ پر خدا تمام چیزوں سے حجاب میں ہے یا اس سے تمام چیزیں محجوب ہیں۔ پاک ہے وہ پروردگار جس کو کوئی مکان گھیر نہیں سکتا۔ اور نہ آسمان و زمین میں کوئی چیز اس سے پوشیدہ ہے۔

شخص: یا امیرالمومنین آیا میری قسم کے لئے کفارہ ہے۔

حضرتؑ: تو نے خدا کی قسم نہیں کھائی پس تیرے لئے کفارہ لازم ہے بیشک تو نے غیر کی قسم کھائی۔

خدا کب سے ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ سے ایک یہودی نے سوال کیا

یہودی: یا امیرالمومنینؑ متیٰ کان ربک؟

قالؑ: ثکلتک امک ومتیٰ لم یکن حتی یقال متی کان؟ کان ربی قبل القبل بلا قبل وبعد البعد، ولا غایۃ ولا منتھی لغایتہ انقطعت الغایات عندہ فھو منتھی کل غایۃ

فقال: یا امیرالمومنین افنبی انت؟

قالؑ: ویلک انما انا عبد من عبید محمدؐ

(" ص۳۱۲)

یہودی: یا امیرالمومنین آپ کا رب کب سے ہے۔

حضرتؑ: تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے وہ کب نہیں تھا تاکہ یہ کہہ سکیں کہ کب تھا۔ میرا رب بغیر قبل کے قبل سے ہے۔ اور بلا بعد، بعد کے بعد بھی ہے۔ نہ اس کی کوئی غایت ہے اور نہ منتھی اس کی غایت سے غایت منقطع کردی گئیں پس وہ تمام غایتوں کا منتھی ہے۔

یہودی: یا امیرالمومنینؑ آپ اپنے متعلق کچھ خبر دیجئے۔

حضرتؑ: وائے ہو تجھ پر بہ تحقیق کہ محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔

نہروان جاتے وقت

روضۃ الشہدا میں مرقوم ہے کہ جب حضرت امیرالمومنینؑ کا لشکر نہروان جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک دیر سے ایک بوڑھے نصرانی نے چلا کر کہا کہ اے سردار لشکر اسلام کہاں جا رہے ہو۔

حضرت نے فرمایا کہ دشمنان دین سے جنگ کرنے کے لئے۔ اس نے عرض کیا کہ اس وقت جنگ کے لئے مت جاؤ

اس لیے کہ مسلمانوں کا ستارہ پستی میں ہے اور طالع کمزور ہے اگر جاؤ گے تو شکست فاش ہوگی لہذا مناسب ہے کہ چند روز ٹھہر کر جاؤ۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ تو علم آسمانی کا دعویٰ کرتا ہے! اچھا بتلا کہ اس وقت فلاں ستارہ کہاں ہے۔ بوڑھے آدمی نے جواب دیا کہ خدا کی قسم آج تک میں نے اس ستارہ کا نام بھی نہ سنا۔ اس کے بعد آپؑ نے اور ایک سوال کیا مگر وہ اس کا بھی جواب نہ دے سکا پھر فرمایا کہ تو آسمان کے حالات سے تو واقف نہیں کچھ زمین کے حالات بھی جانتا ہے؟ ذرا یہ تو بتا کہ تیرے قدم کے نیچے کیا چیز دفن ہے۔ عرض کیا کہ میں نہیں جانتا۔

حضرت نے فرمایا کہ ایک برتن ہے جس میں اتنے دینار ہیں اور اس کے سکّہ کا نقشہ ایسا ہے۔ بوڈھے نے پوچھا کہ تمہیں یہ کس طرح معلوم ہوا۔ فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کی مہربانی سے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ جب میں اس قوم مخالف سے جنگ کروں گا تو لشکر اسلام کے دس سے کم آدمی مارے جائیں گے اور مخالفین کے لشکر میں دس سے کم زندہ باقی بچیں گے۔ اس کے بعد وہاں کی زمین کھودی گئی تو ایک برتن نکلا جس میں حضرت کے ارشاد کے مطابق دینار بھرے ہوئے تھے۔ بوڑھا متحیر ہوگیا پھر حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مسلمان ہوگیا۔

حضرت جنگ پر روانہ ہوئے مخالفین کا لشکر چار ہزار کا تھا جس میں سے ۳۹۹۱ فوجی مارے گئے اور حضرت کے لشکر سے صرف نو آدمی شہید ہوئے۔

مست اونٹ کا واقعہ

کفایت المومنین میں ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں آذربائیجان کے علاقہ میں ایک شخص رہتا تھا۔ جس کی گذر بسر ایک اونٹ پر تھی۔ ایک روز مستی کی حالت میں اونٹ مہار توڑ کر جنگل کی طرف نکل گیا اور باوجود کوشش بلیغ کے قابو میں نہ آسکا۔ سب نے رائے دی کہ جاکر خلیفہ وقت سے اس واقعہ کو بیان کرے تاکہ ان کی دعا کی برکت سے اونٹ قابو میں آجائے۔ چنانچہ وہ حضرت عمر کی خدمت میں پہنچا' اپنا پورا حال سنایا تو آپ نے کہا کہ تجھ کو استغفار پڑھنا چاہیئے تاکہ تیرا مدعا حاصل ہو۔ اس نے عرض کیا کہ اے امیر میں نے بہت کچھ استغفار پڑھا مگر کچھ بھی نہ ہوا۔

اس کے بعد حضرت عمر نے ایک خط لکھ کر اس کو دیا اور فرمایا کہ اس خط کو اونٹ کے سامنے ڈال دے تیرا مدعا حاصل ہو جائے گا۔ خط کا مضمون تھا۔

" اے جماعت ہائے جن وگروہ شیاطین! یہ خط امیر المومنین عمر کی جانب سے تمہارے نام ہے تم کو چاہیئے

کہ اس نافرمان اونٹ کو مطیع و فرمانبردار کر دو اور اس حکم کی مخالفت سے ڈر دو۔"
اس شخص نے اس خط کو اونٹ کے آگے ڈالا ہی تھا کہ اونٹ نے اس پر حملہ کرکے زمین پر گرا دیا۔ چند لوگ جمع ہو کر بڑی دقت سے اس کو بچا کر نکالا اور وہ ایک عرصہ دراز تک بیمار رہا۔ صحت حاصل ہونے کے بعد پھر خلیفہٗ زماں کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے چہرے وغیرہ کے زخم بتلا کر پورا ماجرا سنایا اور التماس کیا کہ اس کے اہل و عیال کے لئے کچھ معاش کا انتظام کر دیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ہر کام کے لئے ایک شخص کو پیدا کیا ہے۔ اے ابن عباس تم اس شخص کو علیؑ ابن ابی طالب کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں حضرت کی خدمت میں پہنچے اور پورا ماجرا سنایا۔ حضرتؑ نے مسکرا کر فرمایا کہ جہاں تیرا اونٹ ہے وہاں جا کر یہ دعا پڑھ:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَاَھْلِ الْبَیْتِ الَّذِیْنَ اخْتَرْتَھُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ ذَلِّلْ لِیْ صُعُوْبَتَھَا وَاکْفِنِیْ شَرَّھَا فَاِنَّکَ الْکَافِیْ وَالْمُعَافِیْ وَالْغَالِبُ وَالْقَاھِرُ۔"

ترجمہ: بار الہا۔ تیرے نبیؐ کا واسطہ جو نبی رحمتؐ ہیں اور ان کے اہلبیتؑ کا واسطہ جن کو تو نے تمام عوالم پر فوقیت دی ہے میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اس مصیبت کی سختی کو میرے لئے آسان کر دے اور مجھ کو اس کے شر سے بچا اس لئے کہ تو ہی بچانے والا عافیت دینے والا اور غالب و قاہر ہے۔

وہ شخص واپس گیا اور دوسرے سال جب حج کے لئے آیا تو اسی اونٹ پر بیٹھ کر آیا اور حضرت علیؑ کی خدمت میں تحائف پیش کئے۔ حضرت نے پوچھا کہ تیرا حال تو خود بیان کرتا ہے یا میں بیان کروں۔ عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ آپ ہی بیان کیجئے۔

آپؑ نے فرمایا کہ جب تیری نظر اونٹ پر پڑی اور تو نے وہ دعا پڑھی تو اونٹ نہایت عجز و نیاز کے ساتھ آ کر تیرے سامنے بیٹھ گیا۔

اس نے عرض کیا کہ آپؑ نے بالکل سچ فرمایا۔

حضرت نے فرمایا کہ اے ابن عباس اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آئے یا مال میں کچھ نقصان ہو یا اہل و عیال میں کوئی بیمار ہو تو خضوع و خشوع کے ساتھ اس کو چاہیئے کہ دعا مذکور پڑھے اور تضرع و زاری کے ساتھ اپنی حاجت طلب کرے خداوند عالم اس کی حاجت بر لائے گا۔